رفاہ عام

از

(جناب مولوی محمد انظر شاہ صاحب استاذ دار العلوم دیوبند)

(۲)

نہر الصین | واسط کی بناء سے پہلے حجاج کا ارادہ کسکر کے علاقہ میں "الصین" میں رہنے کا تھا، چنانچہ یہاں اس نے، ایک نہر کھدوانے کا حکم دیا لکھا ہے کہ جب کاری گر جمع ہو گئے تو حجاج نے حکم دیا کہ ان سب کو ایک ساتھ باندھ دیا جائے تاکہ ان میں سے کوئی بھاگ نہ جائے، اور اس طرح نہر الصین کو اس نے کھدوایا۔ ایضاً ص ۲۹۸

نہر النیل اور نہر زابی بھی اسی کی کھدوائی ہوئی ہیں۔

نہر المبارک | خالد بن عبد اللہ قسری نے نہر المبارک کھدوائی، مشہور شاعر الفرزدق نے اس پر یہ شعر کہا

کانّک بالمبارک بعد شہرٍ   تخوض غموره بقع الکلاب

یعنی تو مہینہ بھر بعد نہر مبارک میں ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے اس کی سیاہ گہرائیوں میں جت کبرا پیدا ہو گیا ہے،" پھر اسی فرزدق نے ایک طویل قصیدہ میں کہا کہ

اعطی خلیفۃ بقوۃ خالدٍ   نہراً یغیض لہ علی الانہارِ

انّ المبارک کاسمہ یسقی بہ   حرث السواد وناعم الجبّارِ

وکانّ دجلۃ حین اقبل مدّہا   نائیمۃ لہ مجبل قطارہا

یعنی خالد کے بازو سے اس کے خلیفہ کو ایسی نہر عطا کی گئی ہے جو لبریز بہتی ہے مبارک سے جیسا کہ اس کا نام ہے دجلہ کے مد کے وقت میں السواد کی کھیتیاں اور بڑے بڑے درخت سیراب ہوتے ہیں۔

ایضاً ص ۲۹۹

نہر میمون | اس کو ام جعفر زبیدہ بنت جعفر بن منصور کے وکیل سعید بن زید نے کھدوایا اس کا دہا

ایک گاؤں کے پاس تھا، جس گاؤں کا نام میمون مشہور ہے، عمر بن فرج الرخجی نے اس کا دہانہ بدل دیا لیکن اس کا نام نہر میمون رکھا تاکہ یمن (سعادت) کا ذکر اس سے جدا نہ ہو۔ ایضاً ص۳۶۵

نہر الصلہ | امیر المومنین المہدی نے کھودنے کا حکم دیا، کھودی گئی اور اس کی وجہ سے آس پاس کی زمینیں قابل کاشت ہو گئیں، اس کی آمدنی اہل حرمین کی مدد معاشوں اور روزینوں کے لئے مخصوص کردی۔ ایضاً ص۳۶۵

نہر بردہ | جب سلیمان بن عبد الملک نے الرملہ میں اپنے لئے قصر بنوایا اور لوگوں کو بھی مکانات بنانے کا حکم دیا تو اہل رملہ کے لئے یہ نہر کھدوائی اور کنویں بھی کھدوائے سلیمان سے قبل رملہ مدینہ میں تھا بلکہ صرف رملہ یعنی راہ گزر تھا اس کے دور میں یہ ترقی کرتے کرتے ایک وسیع اور آباد شہر ہو گیا۔
ایضاً ص۲۳۱

نہر مسلمہ | جب مسلمہ بن عبد الملک بن مروان روم پر حملہ آور ہوا تو اس نے بالس کو اپنی فوجی چھاؤنی بنا کر یہاں قیام کیا یہاں کے باشندے اور بالس کے دیہات میں دوسرے لوگ آئے اور اس سے درخواست کی کہ ہمارے لئے فرات میں سے ایک نہر کھدوا دو اس نے نہر کھدوا دی اور یہ نہر مسلمہ کے نام سے مشہور ہے۔" ایضاً ص۲۴۴

اسلامی عہد میں جو ہزاروں نہریں تیار ہوئیں، ان سب کی نشاندہی میں نہیں کرسکا، جس حد تک جستجو و تلاش کی گئی بلا مبالغہ تاریخ کے صفحات میں ہزاروں نہروں کے تذکرے نظر سے گذرے جو مسلمان بادشاہوں، امراء، عورتوں اور آزاد کردہ غلاموں کے ہاتھوں تیار ہوئیں اگر ان سب کا ذکر کیا جاتا تو خواہ مخواہ کی طوالت ہوتی اور غالباً پڑھنے والوں کی طبیعت بھی اکتا جاتی، ان چند نہروں کے ذکر سے یہ سمجھنا کہ اسلامی عہد میں یہی چند نہریں کھدوائی گئیں قطعاً غلط ہوگا، ابن حوقل نے تو بصرہ کے علاقہ کے متعلق اطلاع دیتے ہوئے لکھا ہے کہ

"ایک لاکھ بیس ہزار نہریں جاری تھیں ان میں سے ایک ہزار نہروں کی وسعت اتنی تھی کہ بآسانی ان میں کشتیاں چلتی تھیں۔" ص۱۶۰

بہت ممکن ہے ابن حوقل کے اس بیان سے یہ سمجھا جائے کہ یہ نہریں قدرتی طور پر تیار ہو گئی تھیں اور مسلمانوں نے جزوی طور پر تھوڑا بہت کام کر کے ان کو استعمال کے قابل بنا لیا لیکن ابن حوقل ہی نے بعد میں چل کر جو کچھ لکھا ہے اس کے بعد یہ خیال کہ نہریں قدرتی طور پر سامنے آگئی تھیں غلط معلوم ہوتا ہے کیوں کہ یہ سیاح کچھ اس طرح اپنے تاثرات کا اظہار کرتا ہے جس سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک لاکھ بیس ہزار نہریں مسلمانوں نے ہی اپنے وسائل و ذرائع کو استعمال کر کے کھدوائی تھیں، ابن حوقل کے بعینہٖ الفاظ یہ ہیں کہ

"اندازہ کیا جا سکتا ہے ان اولوالعزمیوں کا جو ان نہروں کے کھدوانے والوں میں کارفرما تھیں" بحوالہ ہزار سال پہلے ص ۱۶

مورخ کی ان تصریحات کے بعد، کیا گنجائش باقی رہ جاتی ہے کہ ان نہروں کی کھدائی کی نسبت براہ راست ہم مسلمانوں کی طرف نہ کریں۔ اور چند ہی تاریخی کتابوں میں مسلمانوں کے رفاہیت عامہ سے متعلق کاموں کی تفصیل جو میں نے تلاش کی اور اس سلسلہ میں نہروں کا جس کثرت سے ذکر آیا اس کے بعد ابن حوقل کی ان اطلاعات کو باور کرنے میں مجھے کوئی تامل نہیں۔ اب ان چشموں کی بھی تفصیل پر ایک نظر ڈال لی جائے جو مسلمانوں کے عہد میں مسلمانوں ہی کے حکم سے جابجا تیار کئے گئے چشمے انسانوں کے لئے پانی کے ذخیروں کو عام کرنے کی یہ دوسری رفاہی جدوجہد تھی جو مسلمانوں نے انجام دیئے سیکڑوں چشمے تیار کئے گئے، چند کا ذکر میں بھی کرتا ہوں، مصنف نے امیر معاویہ کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ

"ان کے حکم سے اطراف مدینہ میں چشمے نکالے گئے اور پہاڑوں کی گھاٹیوں میں جہاں پانی جمع ہوتا تھا بند بندھوائے گئے ان سے کھیتوں اور نخلستانوں کی آبپاشی ہوتی تھی" (تاریخ اسلام جلد ۳ ص ۱۲)

علی بن عیسیٰ جو امرائے بغداد میں سے تھے، نہایت عقلمند اور باوقار و بارعب رئیس تھا رفاہیت عامہ کے بہت سے کام اس نے کئے جن کی کچھ تفصیل جستہ جستہ ہم بھی کریں گے، مورخ اسی کے تذکرے میں لکھتا ہے کہ

"اس نے ایک چشمہ بھی مکہ تک پہنچایا جس سے قلت آب کی شکایت جاتی رہی" ایضاً جلد ۵ ص

بلاذری، لکھتا ہے کہ اسحاق بن ابراہیم بن مصعب، المتوکل علی اللہ کی جانب سے جب السواد کا والی ہوا تو اس کے دور میں السواد میں کثرت سے چشمے تیار ہوئے ان سب چشموں کا ذکر کرنے کے بعد بلاذری نے یہ بھی لکھا ہے کہ

"مسلمانوں نے یہاں اور بھی چشمے کھود دے اور ان سے سیراب ہونے والی زمینوں کا بھی انتظام کیا جو ان چشموں سے سیراب ہونے والی زمینوں کا انتظام کیا تھا۔" (بلاذری جلد ا صلاہ)

عین الجمل | بلاذری لکھتا ہے کہ اس چشمے کے پاس ایک اونٹ مر گیا تھا اس وجہ سے اس کا نام عین الجمل پڑا لیکن واسط کے بعض لوگوں نے بلاذری سے بیان کیا کہ جمل نامی ایک شخص تھا جس نے یہ چشمہ کھدوایا تھا اسی کی جانب یہ منسوب ہے۔ (ایضاً)

عین الصید | بلاذری نے لکھا ہے کہ کریزیوں میں سے ایک شخص نے مجھ کو بتایا کہ عین الصید ان چشموں میں تھا جو بند کر دئے گئے تھے ایک مرتبہ یہاں سے کسی مسلمان کا گذر ہوا تو اس کے گھوڑے کے پاؤں دھنس گئے، وہ فوراً گھوڑے سے اُترا اور اس جگہ کھودنے لگا تو یہاں سے یہ چشمہ نکل آیا۔ ایضاً

اس واقعہ سے معلوم کیا جا سکتا ہے کہ رفاہِ خلق کے کاموں میں مسلمان کیسی دل چسپی اور ذوق و شوق سے حصہ لیتے تھے، کہ چلتے چلتے مسافرت و غربت میں چشمے پر گذر ہو، اور کچھ علاموں سے صرف اس کا ادراک کر کے کہ یہاں چشمہ ہوگا! سفر ختم کر دیا گیا اور چشمہ کھودنے میں مسافر لگ جاتا ہے، صدیوں تک اپنے اقتدار کے دور میں مسلمان اسی طرح، خلقِ خدا کو آرام پہنچاتے رہے اب جب کہ شمال و جنوب، مشرق و مغرب میں ان کی زبوں حالتی حد سے بڑھی جاتی ہے۔ تو تاریخ کے صفحات سے ان کارناموں کو بھی کھرچا جا رہا ہے جن سے معلوم ہوتا تھا کہ اپنے ارتقائی دور میں وسائل و ذرائع کی حد تک اس قوم نے کیا کیا کارنامے انجام دیئے تھے، اسی قسم کا ایک اور واقعہ دیکھئے۔

عین الرحبہ | یہ چشمہ بھی انھیں چشموں میں سے تھا جو بند کر دیئے گئے تھے، کرمان کے حاجیوں میں سے کسی حاجی نے یہاں پانی آتے ہوئے دیکھا تو حج سے واپسی پر عیسیٰ بن موسیٰ کو جا کر اس کی اطلاع

دی ۔ اسی کرمانی نے یہ جگہ اور اس کے قرب و جوار کی دوسری زمینیں جاگیر کے طور پر علیٰ سے مانگ لیں، اور اس چشمے کو صاف کر کے استعمال کے قابل بنایا“ ایضاً ص

ہمدان کے ذکر میں ابن حوقل نے لکھا ہے کہ

”یہ نیا بسایا ہوا اسلامی شہر ہے اس کی چاروں طرف فصیل بھی ہے، چار دروازے ہیں جن پر لوہے کے پھاٹک چڑھے ہوئے ہیں ان کے یہاں بھی پانی کی کثرت ہے اور بہتے ہوئے چشموں سے کھیتی ہوتی ہے“

”ابن حوقل ص۲۶“

سجستان کے ایک مرکزی شہر جس کا نام ابن حوقل زرنج بتاتا ہے اس کے حالات میں اس نے لکھا ہے کہ

”اس کے اندر ایک چشمہ ہے اور دوسرے چشمے بھی آ کر گرتے ہیں“ ایضاً

ظاہر ہے کہ یہ چشمے بھی جوان دور دست علاقوں میں ابن حوقل نے اپنی سیاحت کے دوران میں دیکھے مسلمانوں کی انھی رفاہی جدوجہد کا نتیجہ ہوں گے جن کے ذکر سے تاریخ کے صفحات جگمگا رہے ہیں ۔ ابن حوقل اگرچہ اس سلسلہ میں کچھ وضاحت نہیں کرتا لیکن اس کی دی ہوئی اطلاعات سے جو کچھ سمجھ میں آتا ہے وہ یہی ہے کہ یہ چشمے مسلمانوں ہی کے تیار کردہ ہیں۔

کنوئیں | آب رسانی و آبپاشی یا پانی کو حاصل کرنے کا تیسرا معروف و مشہور طریقہ یہ ہے کہ کنوئیں کھدوائے جائیں، جن جگہوں میں نہروں کے کھودنے کا امکان نہیں تھا یا چشموں کو تیار کرنے کی گنجائش نہ تھی ۔ مسلمانوں نے ایسے علاقوں میں جا بجا کثرت سے کنوئیں تیار کرائے، بعض ایسے مواقع جہاں پانی کو دستیاب کرنا بڑا دشوار تھا، مسلمانوں نے کثیر رقم صرف کر کے نہایت گہرے گہرے کنوؤں کو کھدوانے کا انتظام کیا، ان کی ان کوششوں سے عوام کو جو کچھ راحت و سہولت حاصل ہوئی اس کے طویل تذکرے مورخین کرتے ہیں، لیکن میں مختصر طور پر ان کنوؤں کا ذکر کرتا ہوں جو مسلمانوں کے ہاتھوں تیار ہوئے ۔

ولید بن عبدالملک کے تذکرہ میں ہم کو یہ الفاظ ملتے ہیں کہ

"ولید کو امت کی خوشحالی کا بہت خیال تھا اس نے تمام اسلامی صوبوں میں سڑکیں نکلوائیں جا بجا دریاؤں اور چشموں پر پل بندھوائے راستے درست کئے اور ان میں جہاں ضرورت دیکھی کنوئیں کھدوائے نیز ہر قسم کے خطرات سے ان کو محفوظ رکھنے کا بھی سامان کیا" (تاریخ امت جلد ۳ ص)

اسی کتاب میں ہشام بن عبد الملک کے رفاہِ عام سے متعلق کارناموں کی تفصیل کرتے ہوئے لکھا گیا ہے کہ

"ہشام نے اپنے عہد میں مکہ مکرمہ کے راستہ میں زائرین کے پانی پینے کے لئے جا بجا حوض بنوائے اور کنوئیں کھدوائے" (ایضاً ص۲۷)

اور مہدی جس کے زمانہ میں عباسی خلافت کی جڑیں بڑی مضبوط ہو چکی تھیں اور خلافت کے جس قدر حریف اور مدعی تھے سب کا استیصال ہو چکا تھا اس کا عہد خوشحالی و فارغ البالی کا دور ہے، نہ باغیوں کی سرکوبی کے ہنگامے، اور نہ مخالف طاقتوں سے تصادم کا سوال، اس لئے مہدی کی تمام تر توجہات، داخلی امور کی طرف رہیں اور ملک میں رفاہِ عام کے ساتھ مفید اصلاحات کے وہ زبردست کام انجام دیئے جس کی بناء پر تمدن و ارتقاء کی تہذیب میں اس کے یہ شاہکار ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ رفاہِ عام کے جو امور اس سے بن پڑے ان کی بڑی لمبی چوڑی فہرست میں یہ بھی موجود ہے کہ

"مہدی نے ہر ہر منزل پر کنوئیں کھدوا کر ان کے متصل حوض بنوا دیئے اور حکم دیا کہ یہ ہمیشہ بھرے رکھے جائیں تاکہ گذرنے والے قافلوں کو اور ان کے جانوروں کو پانی بآسانی مل سکے" (ایضاً ص۴۸)

مہدی کو رفاہِ خلق کے کاموں سے جو دلچسپی پیدا ہو گئی تھی اس بڑھتے ہوئے ذوق و شوق کے نتیجہ میں، مہدی بھی، عبید اللہ بن زیاد کی طرح چاہنے لگا تھا کہ رفاہِ خلق کے تمام آثار اسی کی طرف منسوب ہوں چنانچہ مسجد نبوی جس کی تعمیر میں ولید بن عبد الملک کو بھی بہت کچھ دخل ہے اور مسجد کے بعض حصوں میں ولید کی خدمات کا جو اسی مسجد کے سلسلہ میں ہوئیں ذکر بھی ہے مہدی نے ولید کے نام کو مٹا کر اس جگہ پر اپنا نام لکھوا دیا۔ ممکن ہے کہ اس کی اس حرکت کو شہرت طلبی

اور نام آوری سے یاد کیا جائے مگر میرا خیال ہے کہ رفاہِ عام کے سلسلہ میں جو کچھ اس نے کیا جہاں تک عزت و ناموری کا سوال ہے وہ مہدی کے لئے حل ہو چکا تھا پھر صرف نام و شہرت کے لئے ولید کے نام کو مٹا کر اپنا نام لکھوانا صرف اسی مقصد کے لئے کم از کم میری سمجھ میں نہیں آتا۔ میں تو جیسا کہ عرض کر چکا ہوں کہ رفاہِ عام کا جو خبط سوار تھا اسی غیر معمولی جذبہ کے تحت، اضطراراً اس سے اس قسم کی حرکات صادر ہوتی تھیں، تاہم اس قسم کی کوششوں کو اچھی نظر سے تو دیکھا نہیں جاسکتا۔

بہر حال کنویں کھودنے کے سلسلہ میں عرض کیا جارہا تھا وہی علی بن عیسیٰ جس کا تذکرہ پہلے بھی گزرا اور غالباً بعد میں بھی رفاہیت سے متعلق اس کے کارناموں کی تفصیل کی جائے . . . . رفاہِ خلق سے متعلق اس نے جو کچھ کیا اس میں یہ بھی ذکر ہے کہ

"علی بن عیسیٰ نے پھر ایک بہت بڑا کنواں کھدوایا اس سے شیریں پانی نکلا یہ کنواں جراحیہ کے نام سے مشہور ہے۔" (ایضاً ص۵)

غالباً میں پہلے کہیں ذکر کر چکا ہوں کہ یہ علی، نہ بادشاہ ہے اور نہ کسی صوبہ کا با اختیار گورنر بلکہ بغداد کے امراء میں سے ایک رئیس ہے۔ لیکن اپنے محدود دولت کے ذخیروں کو استعمال کر کے رفاہیت عامہ کے جو امور اس نے انجام دیئے ہیں ان کو دیکھ کر اندازہ ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں کے عام و خاص سب ہی جماعتوں اور طبقوں میں خدمتِ خلق کا کس قدر بے پناہ جذبہ تھا۔ مگر اب پچھلوں پر جب انسانی گرفت ڈھیلی ہو کر حیوانی دباؤ بڑھتا جاتے، اور رفاہیت کے کاموں کو ایک حد تک انجام کے ساتھ بڑی حد تک ان سے غفلت ہو رہی ہے، انھیں کو دیکھ، دیکھ کر اگلوں پر ایسے الزامات لگاتے جارہے ہیں جن کو حقیقت سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ الرملہ کے حالات میں یہ گزر چکا ہے کہ اس کے کنوؤں کے مصارف بنو امیہ اور ان کے بعد بنو العباس برداشت کرتے رہے۔ اور خرچ بھی ہزار دس ہزار کا نہیں، بلکہ مورخین کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کنوؤں

پر سالانہ میزانیہ لاکھوں تک پہنچتا تھا۔ میں آیندہ چل کر، ان تمام اخراجات کو جو موجودہ دور میں رفاہیت عامہ کے کاموں پر آتے ہیں معتبر حوالوں سے پیش کر کے بتاؤں گا کہ اسلامی عہد میں کتنی کروڑہا کروڑ رقم ان امور پر صرف ہوتی تھی۔

بیررومہ عرض کر چکا ہوں کہ رفاہِ عام کا یہ جذبہ جو مسلمانوں میں اچانک پھوٹ پڑا تھا، اس جذبہ کی پرورش میں بڑی حد تک آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دخل ہے، یہی رومہ کا کنواں جس کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وقف کیا تھا اس کی اطلاع دیتے ہوئے ماوردی نے لکھا ہے کہ

"حضرت عثمانؓ نے بیررومہ کو وقف کر دیا تھا اور لوگوں کی طرح آپ بھی اپنا ڈول ڈالتے تھے"

(احکام السلطانیہ ط۲۹)

جیسا کہ معلوم ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کنویں کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ترغیب پر خرید کر وقف کیا تھا اور پھر اس درجہ اس سے بے تعلق ہو گئے تھے کہ کسی ایسے تصرف کے لئے تیار نہ تھے جس سے ظاہر ہو کہ آپؓ اب بھی مالکانہ استحقاق و تصرف کا خود کو مجاز سمجھتے ہیں ماوردی کے ان الفاظ سے سمجھا جا سکتا ہے کہ "اور لوگوں کی طرح وہ بھی اپنا ڈول ڈالتے تھے، عثمان رضی اللہ عنہ نے کس درجہ احتیاط سے کام لیا تھا، صحابہ کی ایک بڑی جماعت رفاہِ خلق کے کاموں میں جو حصہ لیتی رہی کیوں کہ ان کی داستان بہت مشہور ہے اسی لئے میں نے ان کے تذکروں کو ضروری نہیں سمجھا، عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں رفاہیت کے جو عظیم الشان کارنامے انجام دیئے گئے، شبلی مرحوم کی تصنیف الفاروق میں ان کی تفصیلات سب کو مل سکتی ہیں۔

حوض اسی طرح مسلمانوں کے ہاتھوں جا بجا حوض بھی نہایت کثرت سے تیار ہوئے، نہروں اور کنوؤں سے جس قسم کے منافع اٹھائے جا سکتے ہیں، کم و بیش ایسے ہی فائدے حوضوں سے بھی حاصل کئے جا سکتے ہیں، مسلمانوں نے پانی کے ذخیرہ کو یک جا کر کے، عام انسانوں کو حوض سے بھی نفع اٹھانے کا موقع بہم پہنچایا ہے اسلامی عہد میں جو حوض تیار ہوئیں اس کی ایک مختصر تفصیل یہ ہے بلاذری نے بصرہ کے تفصیلی حالات میں لکھا ہے

"البصرہ کے ولاۃ واشراف نے بڑے بڑے حوض بنوائے تھے جن میں برسات کا پانی جمع ہوتا تھا، جب تک یہ پانی چلتا سہولت ہوتی، جب ختم ہو جاتا تو دجلہ سے پانی لایا جاتا انھیں حوضوں میں ایک مشہور حوض حجاج کا تھا۔"

اس کے بعد وہ لکھتا ہے

"ابن عامر، زیاد، اور ابن زیاد نے بھی حوض بنوائے تھے اور لوگوں کو ان سے پانی پینے کی عام اجازت تھی

(فتوح البلدان ۲ صـ)

ہشام بن عبدالملک جس کے متعلق ہشیم بن عدی، مدائنی اور دوسرے مورخین کا یہ دعویٰ ہے کہ بنو امیہ میں ماہر سیاست صرف تین گذرے ہیں۔ معاویہ، عبدالملک اور ہشام ان تینوں پر حسن سیاست، تدبر، بیدار مغزی ختم ہو گئی، یہی بیدار مغز خلیفہ جیسا کہ اس کے سوانح نگار لکھتے ہیں حد درجہ بخیل اور ممسک تھا لیکن اپنے تمام بخل اور کفایت شعاری کے باوجود رفاہ عام میں اس نے بھی دلچسپی لی مورخین ہشام کے رفاہ خلق کے کاموں کی تفصیل کرتے

ع ہشام کے بخل کے دلچسپ واقعات جو مورخین نے ذکر کئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کا بخل انتہا پر پہنچا ہوا تھا اور اپنے اس فطری مرض سے کچھ اس درجہ مجبور ہو گیا تھا کہ بے اختیار ایسی حرکات اس سے سرزد ہوتیں جو اس کے مقام و منصب سے فروتر تھیں چنانچہ مسعودی نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ ہشام اپنے دوستوں کے ہمراہ اپنے باغ میں گیا یہ سب لوگ اس باغ میں گھومے پھرے ہر قسم کا میوہ تیار تھا ان سب دوستوں نے توڑ کر کھانا شروع کیا اور کہتے جاتے تھے کہ "اللہ امیر المومنین کو برکت دے" "اللہ امیر المومنین کے کاروبار میں ترقی ہو" لکھا ہے کہ ہشام نے اس پر چیخ کر کہا کہ "تم کھاتے چلے جاتے ہو برکت کہاں سے ہوگی" اور اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ باغ کے داروغہ کو بلا کر حکم دیا کہ تمام پھل اور درخت کاٹ دیئے جائیں اور ان کی جگہ زیتون نصب کر دو تاکہ پھر کوئی کچھ نہ کھا سکے اسی طرح ایک مرتبہ اس کے بیٹے نے درخواست دی کہ میری مادیاں خچر بہت لاغر دبلی ہو گئیں اگر امیر المومنین مناسب سمجھیں تو کوئی اور سواری عنایت فرمائیں۔

ہشام نے لکھا کہ معلوم ہوتا ہے تم خود اپنے جانوروں کی نگرانی نہیں کرتے خود نگرانی کرو، رہا سواری کا مسئلہ تو کسی دوسرے وقت اس درخواست پر غور کیا جائے گا، اس طرح ہشام نے بیٹے کو بھی ٹال دیا لیکن، سواری کے لئے کوئی، جانور نہ دیا۔ لوگ اپنے بادشاہ کے مزاج میں ڈھل جاتے ہیں اور سلطان مزاج کی ساخت پر ہی سے عام انسانوں کے مزاج تیار ہونے لگتے ہیں، اس لئے ہشام کے دور میں، بخل، و کفایت شعاری عام مرض ہو گیا تھا بقول مسعودی

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

ہوئے لکھتے ہیں کہ :

"مکہ کے راستہ میں حجاج کی آسائش کے خیال سے حوض و تالاب بنوائے اسی طرح اور بہت سی اس کی یادگاریں ہیں جن کو عباسیہ کے ابتدائی عہد میں داؤد بن علی نے برباد کر دیا" (مروج الذہب صفحہ ۱۶)

ہشام کے عہد میں پارچہ بافی میں بھی بڑی ترقی ہوئی اور کپڑوں کے بعض نادر نمونے تیار ہوتے جیسا کہ ہم عنقریب اس کا ذکر کریں گے۔ مہدی کے حالات میں، ذکر کر چکا ہوں کہ اس نے ہر ہر منزل پر کنویں کھدوا کر، ان کے قریب حوض بنوا دیئے تھے اور ان کو ہمیشہ بھرے رکھے جانے کا حکم دیا تھا اور یہ بھی حکم تھا کہ ہر شخص ان سے پانی لے سکتا ہے۔ یہی مہدی جب مدینۃ الرے میں پہنچا ہے اور اس کو تعمیر کرایا تو شہر کے ارد گرد فصیل بنوائی اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) "ہر شخص کو روپیہ جمع کرنے کی دھن تھی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جود و سخاوت عنقا ہو چکی تھی"۔

ہشام احول، نہایت سخت مزاج اور کھرا تھا، ایک دن ہشام حمص میں فوج کا معائنہ کر رہا تھا، حمص کا ایک سوار اس کے سامنے سے گزرا جس کا گھوڑا شرارت کر رہا تھا، ہشام نے دریافت کیا کہ ایسے شریر گھوڑے پر سواری کی کیا وجہ ہے؟ سپاہی نے کہا کہ امیر المومنین، میرا گھوڑا ہرگز شریر نہیں لیکن اس نے جب آپ کی آنکھ جو کہ احول ہے دیکھی تو گھوڑے کو غزوان بیطار کا شبہ ہو گیا اور وہ بھڑک اٹھا، ہشام نے کہا کہ "دور ہو تجھ پر بھی لعنت اور تیرے گھوڑے پر بھی" (غزوان بیطار حمص کا نصرانی تھا جو کہ بھدے پن اور اپنے بھدے اعضاء میں، ہشام سے بے حد مشابہ تھا) تشدد پسند مزاج کے باوجود ایک دنی سپاہی کی اتنی جرأت اور ہشام کا برداشت کر جانا عجیب بات ہے، اس کے عہد کا سب سے زیادہ دل دوز واقعہ، زید بن علی بن الحسن بن علی بن ابی طالب کی شہادت ہے، نہ صرف یہ کہ بہیمانہ انداز میں ان کو قتل کیا گیا بلکہ ہشام کے حکم سے پانچ سال تک زید کا جسم برہنہ سولی پر لٹکا رہا۔ مگر قدرتی طور پر ان کی ستر پوشی کا کچھ ایسا انتظام ہوا کہ پانچ سال کے اس پورے عرصہ میں باوجودیکہ لاش کوفہ کے چوک میں آویزاں تھی ان کے اعضاء غیر مکشوفہ کو کسی نے نہیں دیکھا بعد میں ولید کے حکم سے یہ لاش مع درخت کے تنہ کے جلا دی گئی۔

تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ جو کچھ ہشام نے، زید بن علی کے ساتھ کیا بالکل وہی معاملہ ہشام کی لاش کے ساتھ پیش آیا۔ یعنی ابو العباس سفاح کے عہد میں عبداللہ بن علی اور عمر بن ہانی الطائی، ہشام کی قبر پر آئے اور اس کو کھولا دیکھا تو ہشام کی لاش سوائے ناک کے بانسہ کے بالکل محفوظ و سالم تھی۔ اسی کوڑے مارے گئے اور جلا ڈالی گئی غالباً قدرتی طور پر اس لاش کو محفوظ ہی اس لئے رکھا گیا تھا تاکہ زید کے معصوم خون کا انتقام اسی انداز میں لیا جا سکے"۔ منہ

"اس کے پاس حوض تیار کئے" (فتوح البلدان ج ۱ ص ۱۵۵)

اور جب خلیفہ الولید نے اپنے بھائی سلیمان کو فلسطین کا حاکم بنایا تھا تو اس نے لدمیں سکونت اختیار کی اور بعد میں رملہ کی بنیاد ڈالی اور رملہ ہی اپنا مستقر حکومت بنایا تھا پہلی عمارت جو یہاں تیار ہوئی وہ خود سلیمان کا محل تھا جسے دار الصباغی کے نام سے شہرت ہے اسی سلیمان کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

"سلیمان نے پانی جمع کرنے کی غرض سے ایک بڑا حوض بنوایا" (بلاد فلسطین و شام ص ۳۰۴)

بہر حال اس تفصیل سے معلوم ہوسکتا ہے کہ اسلامی عہد میں حوض بھی کثرت سے تیار ہوئے، میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ میری اس مختصر تفصیل سے یہ سمجھنا کہ اسلامی عہد میں صرف اتنی ہی نہریں، اسی قدر ہی چشمے اور اتنی قلیل تعداد میں حوض تیار ہوتے غلط ہوگا، میرا مقصد تو صرف اتنا ہے کہ مسلمانوں کے ہاتھوں رفاہیت کے جو کام ہوتے رہیں ان کا ایک خاکہ آپ کے سامنے آجائے، رفاہِ خلق کے تمام امور کی تفصیل، اور ہر ایک کی مکمل نشاندہی تقریباً ناممکن ہے۔

تالاب اور جھیلیں رفاہِ خلق کے کاموں میں جو مسلمانوں کی طرف سے انجام دیئے گئے ہم کو اس کا بھی ذکر ملتا ہے کہ مسلمان بادشاہوں اور حکمرانوں نے زراعت، آبپاشی، اور ایسے ہی دوسرے مقاصد کے لئے تالاب اور جھیل بنوائے مثلاً امیر معاویہ کی تاریخ میں مورخ لکھتا ہے کہ

"حضرت امیر معاویہ رضؓ نے پہاڑوں کی بعض گھاٹیوں کے گرد بند بندھوا کر ان کو بھی تالاب کی صورت میں بدل دیا تھا جس میں پانی جمع ہوتا تھا۔ (سیرت عمر بن عبد العزیز ص ۱۸۰)

امیر معاویہ رضؓ کے اس اقدام سے زراعت اور پیداوار میں جو غیر معمولی اضافہ ہوا اس کے متعلق اطلاع دیتے ہوئے لکھا گیا ہے کہ

"ان سے (تالابوں سے) زراعت کو جو ترقی ہوئی اس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ ان کے ذریعہ سے ڈیڑھ لاکھ وسق خرما اور ایک لاکھ وسق گیہوں کی پیداوار ہوتی تھی۔ (ایضاً)

اس طرح مسلمانوں کو زراعت اور کثرت پیداوار کے امور سے غیر معمولی دلچسپی تھی واقعہ یہ ہے کہ وہ

ایسے، ایسے کام سوچتے رہتے تھے جس سے خلق خدا کو کوئی بھی فائدہ پہنچنے کا امکان ہو، ہشام کی تاریخ میں بھی یہ الفاظ ملتے ہیں کہ ہشام نے بھی

"تالاب تیار کرائے تھے" (ایضاً)

اور جن جھیلوں کو تیار کیا گیا یا ان کو صاف کرا کر فائدہ اٹھانے کے قابل کیا گیا ان کی تفصیل بلاد فلسطین و شام میں ملتی ہے بقاع کی جھیل کے متعلق جی، لی اسٹرینج لکھتا ہے کہ

"امیر سیف الدین دنکز نے خزانہ عامرہ سے اسے اپنے لئے خرید اور بدر روئین کھدوا کر اس کا پانی رود لیلد میں خارج کرا دیا" (بلاد فلسطین و شام ص۵۲)

اسی امیر سیف الدین نے اس موقع کو صاف کرا کر یہاں پر تقریباً "۲۰" گاؤں آباد کرا دیئے، جھیلوں کی نزدیکی اور شاداب و زرخیز علاقہ کی وجہ سے فصلیں اس قدر عمدہ اور بہتر تھیں انگریز مورخ کو لکھنا پڑا

"فصلیں اس قدر عمدہ اور زرخیز تھیں کہ حد بیان سے باہر ہے یہ خربوزہ اور کھیرے وغیرہ کی فصلیں تھیں کاشتکار مالا مال اور آسودہ حال ہو گئے، (ایضاً)

موجودہ وقت میں، زمینداروں کو مفلس اور قلاش بنانے کے باوجود حکومتیں، کسانوں اور کاشتکاروں کو جو سہولتیں بہم پہنچا رہی ہیں وہ اپنی جگہ پر بہت اہم ہیں۔ لیکن یہ بھی عجیب لطیفہ ہے کہ زمینداروں کا ایک بڑا طبقہ، افلاس و غربت کے دیو جانگسل کے ہاتھوں میں پھنس گیا مگر کاشتکاروں کو آسودہ حال بنانے کی پالیسی سے نہ خود انھیں کو فائدہ پہنچا اور نہ ملک میں کثرت پیداوار کے نتیجہ خوراک کے عام حالات اچھے ہوئے، حالانکہ سابق کے مقابلہ میں کروڑہا کروڑ کی رقم صرف اسی مقصد پر صرف ہو رہی ہے مگر یہ مسئلہ جوں کا توں درد سر بنا ہوا ہے، بات یہ ہے کہ کاشتکاروں کو آسودہ حال بنانے کی پالیسی بڑی حد تک منفی پالیسی ہے جس کے نتیجہ میں، زمیندار طبقہ، اسی زبوں حالی میں مبتلا ہو گیا، جس میں اس سے پہلے، کاشتکار مبتلا تھے، اب کاشتکار تباہ حالی سے نکلے تو دوسرا ایک بڑا طبقہ اس میں زبردستی مبتلا کر دیا گیا، مسلمان حکمرانوں کی

پالیسیاں کیونکہ مثبت پہلو لئے ہوئے ہوتی تھیں، اسی لئے رعایا کے تمام افراد و طبقات کو، ملک کی دولت سے، مساویانہ طور پر فائدے اٹھانے کے موقعے ملتے تھے، اور دولت کی اس مساوی تقسیم کی وجہ سے، یہ نہیں ہوتا تھا کہ ایک مسئلہ ختم ہو تو دوسرے طبقہ کی مصیبتیں کھڑی ہو جائیں یہی وجہ ہے کہ تاریخ کے طویل و عریض تذکروں میں بے چینیوں کی وہ داستان ہم کو نہیں ملتی کہ جن کشمکشوں میں آج دنیا مبتلا کر دی گئی ہے۔

آبپاشی | ملک کو آسودہ و خوش حال بنانے کی جہاں اور بہت سی مؤثر تدابیر ہیں ان میں سب سے زیادہ مؤثر تدبیر یہ ہے کہ خوراک کے اعتبار سے ملک خود کفیل ہو۔ اور اس ملک کی پیداوار وہاں کے عام باشندوں کی ضروریات کا تکفل کر سکے، دنیا کے آج وہ تمام ملک جہاں سے آئے دن، اضطراب و بے چینیوں کی اطلاعیں مسلسل ہم تک پہنچتی رہتی ہیں، ان پریشان کن مسائل میں سب سے بڑا مسئلہ خوراک ہے۔ آج دنیا بے چینیوں و دراحت کے جس مرحلہ پر آکر کھڑی ہو گئی ہے اس کو دیکھ کر کہا جا سکتا ہے کہ وہ ملک جو اپنی خوراک کے مسائل کو خود اپنے یہاں کی پیداوار سے حل کر سکتے ہیں ہر طرح کامیاب ہیں اور جن سلطنتوں میں، قلت پیداوار کی بنا پر، یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکتا نہ صرف یہی کہ وہ خوراک ہی کے سلسلہ میں پریشان و تباہ حال ہوتے ہیں بلکہ عوام میں اضطراب ملکی حالات میں انتشار سب اسی ایک مسئلہ کے برگ و بار ہوتے ہیں۔ آخر بھوکے عوام اگر روٹی کے سوال کو سب سے زیادہ اہمیت نہ دیں تو اور کیا کریں اور ضبط و نظم قایم کرنے کے لئے اگر حکومتیں بپھرے ہوئے عام انسانوں پر گولیاں نہ چلائیں تو کیسے ہو۔ مسلمانوں نے اس مسئلہ کی اہمیت و نزاکت کو بخوبی معلوم کر لیا تھا، چشمے، نہریں، تالاب، جھیل، کنویں اور ہزاروں آبپاشی کے ذرائع اسی لئے بہم پہنچائے گئے تھے، تاکہ کھیتیاں بروقت سیراب کی جا سکیں، اور جب بھی آبپاشی کی ضرورت پیش آئے تو بہم پہنچائے ہوئے انہی ذرائع کو استعمال کر کے آبپاشی کی جا سکے، نتیجۃً، ملک کی پیداوار بڑھ جاتی اور زراعت کو وہ ترقی حاصل ہوتی جس کے نتیجہ میں خوراک کا مسئلہ حل ہو جاتا، اور خوراک کے مسئلہ کے ساتھ سیکڑوں دوسرے ہنگامی مسائل بھی ختم ہو جاتے۔

پانی کے وہ تمام ذخیرے جن کو مسلمانوں نے بہم پہنچا کر ان سے کام لیا اگرچہ وہ تمام تفصیل، آبپاشی کے ذکر سے بے نیاز کرنے کے لئے کافی ہے تاہم خاص اس عنوان کے تحت بھی کچھ معلومات پیش کئے جاتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ آبپاشی کی حد تک مسلمانوں نے کس دل چسپی کا ثبوت دیا اور ان کی رفاہیت عامہ سے دل چسپی رکھنے والی طبیعتوں نے آبپاشی کے کیا کیا راستے نکال ڈالے، لکھا ہے کہ بصرہ میں تنظرہ قرہ بن حیان الباہلی کی طرف منسوب ہے مورخ نے اس کے بعد لکھا ہے کہ

"اس کے قریب ایک نہر تھی اس نہر کو ام عبداللہ بن عامر نے خرید کر اہل بصرہ کی آبپاشی کے لئے صدقہ کر دیا تھا" (فتوح البلدان جلد ۲ ص۲۶)

رفاہ خلق سے مسلمانوں کی غیر معمولی دل چسپی کا یہ ایک ادنیٰ کرشمہ ہے کہ عورت تک نے ایک بڑی قیمت صرف کر کے نہر خریدی اور بصرہ والوں کے کھیتوں میں آبپاشی کے لئے اس کو صدقہ کر دیا واقعہ یہ ہے کہ آج مسلمانوں کو زبوں حالی میں دیکھ کر انھیں ایران کے اسلاف کے قیاس کرنے والے کتنا بھیانک ظلم کر رہے ہیں۔ رفاہیت عامہ سے دل چسپی لینے کے مذاق جس قوم نے نہ صرف مردوں میں بلکہ عورتوں تک میں پیدا کر دیا تھا اسی قوم کو آج دنیا کا سب سے زیادہ معطل عضو ثابت کر کے تاریخ دانی کا عجیب و غریب ثبوت دیا جا رہا ہے، معتضد کے حالات میں ہم کو یہ بھی ملتا ہے کہ

"دجلہ کی ایک نہر دجیل تھی جس کا دہانہ مدتہائے دراز سے بند تھا اس کے اطراف کی زمینیں پانی نہ ملنے کی وجہ سے بنجر ہو گئی تھیں معتضد نے اس کو درست کرا دیا جس سے ایک بڑا علاقہ سیراب ہونے لگا

(تاریخ امت جلد ۵ ص۶۷)

امیر معاویہ کے متعلق تو مورخ نے خاص طور پر اس کی اطلاع دیتے ہوئے لکھا ہے کہ آبپاشی کا ان کو بڑا ذوق تھا اور اپنے اس مذاق کی وجہ سے زرعی نہروں کا انھوں نے جال بچھا دیا تھا چنانچہ خلاصۃ الوفا میں ہے کہ

کان بالمدینۃ الشریفۃ وما حولھا "مدینہ شریف اور اس کے اطراف و جوانب میں بہت

عیون کثیرۃ وکان لمعاویۃ اہتمام بھذا الباب" (خلاصۃ الوفا، ص ۲۳۵) — سی نہریں جاری تھیں اور امیر معاویہ کو اس کا خاص اہتمام تھا۔

نہر کظامہ، نہر ازرق، نہر شہدا وغیرہ آبپاشی میں ترقی دینے کے لئے امیر معاویہ کی جاری کرائی ہوئی نہریں ہیں، ان کے اس اقدام سے زراعت میں جو غیر معمولی ترقی ہوئی ہوگی اس کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ صرف ان تالابوں سے جو معاویہؓ نے تیار کرائے، لاکھوں وسق خرما کی پیداوار بڑھ گئی تھی، زراعت میں غیر معمولی کثرت کے یہ اعداد و شمار اس سے پہلے میں نے آپ کے سامنے پیش کئے تھے، غرضیکہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو زراعتی ترقیوں سے جو دلچسپی تھی، مورخ نے بھی ضرورت محسوس کی کہ اس کا تذکرہ خاص طور پر کیا جائے۔ مسلمانوں نے اسی آبپاشی کے لئے کچھ ایسی راہیں بھی ڈھونڈ نکالیں تھیں جس کی وجہ سے آبپاشی کا سلسلہ دن ہی میں نہیں بلکہ رات کے اوقات میں بھی جاری رہتا تھا، گویا کہ روز و شب پانی اس طرح کھیتوں میں پہنچایا رہتا تھا کہ آبپاشی کا یہ سلسلہ منقطع نہ ہوتا چنانچہ جی لی اسٹرینج، دمشق میں آبپاشی کے ذرائع پر سیر حاصل بحث کرتا ہوا نہر بردا کے متعلق لکھتا ہے کہ

"کوئی قطعہ زمین ایسا نہیں ہے جو اس سے محروم رہ جاتا ہو آبپاشی کا یہ سلسلہ دن رات جاری رہتا ہے اور مقررہ پیمائش و اندازے سے، کہ پانی کی مقدار نہ گھٹتی ہے اور نہ بڑھتی ہے"

(بلاد فلسطین و شام ص ۳۲۲)

کوئی حد ہے مسلمانوں کی ان اولوالعزمیوں کی۔ کہ دن ہی کے اوقات میں نہیں بلکہ چوبیس گھنٹے، آبپاشی کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ قائم کر دیا سوچا جا سکتا ہے کہ زراعتی ترقیات کے سلسلہ میں ان کے کیا کیا اہتمام تھے، اور ملکی کثرت پیداوار کے بعد۔ بھوک و غربت کے نہ حل ہوتے سوالات، کس طرح حل ہو گئے ہوں گے۔

زمین کو قابل کاشت بنایا | خوراک کے انھیں مسائل کو جو عوام اور حکومت کے لئے سینکڑوں الجھاؤ پیدا کرتے ہیں۔ مسلمانوں نے حل کرنے کے لئے جو تدابیر اختیار کی تھیں ان میں سے ایک یہ بھی تدبیر تھی

کہ بنجر زمینوں کو قابلِ کاشت بنایا جائے، اور کاشتکاروں کے ذریعہ ان افتادہ زمینوں میں زراعت و کھیتیاں کرائی جائیں۔ اس سے پیداوار بڑھ جائے گی، اور نہ صرف غلہ کے مقدار ملکی ضروریات کی تکفل کرے گی بلکہ دوسرے ملکوں کے عوام کو بھی غلہ کی مقدار بہم پہنچاکر، انسانیت نوازی کا ثبوت دیا جاسکتا ہے اور یا ضرورت سے زیادہ مقدار کو فروخت کرکے ملک و عوام کی دوسری ضرورتوں کی تکمیل کی جاسکتی ہے اس لئے، مسلمانوں نے زمینوں کو آباد کیا اور لوگوں کو ان کے کاشت کے قابل بنانے کے لئے ترغیب دی، اور ملکی آمدنی کا بڑا حصہ اسی مقصد پر صرف کر دیا۔ معتصم کے حالات میں مورخ نے لکھا ہے کہ اس کو زمینوں کو آباد کرنے کا خاص اہتمام تھا اور کہتا تھا کہ

"زمین کی آبادی میں بہت سے فوائد ہیں۔ اس سے مخلوق کی زندگی قایم ہے، ملک کی دولت و ثروت میں اضافہ ہوتا ہے مویشیوں کے لئے چارہ مہیا ہوتا ہے۔ نرخ ارزاں ہوتا ہے کسب معاش کے ذرائع مہیا ہوتے ہیں" (تاریخ اسلام ۳ ص ۲۰۹)

اکثر و بیشتر انھیں مقاصد کے پیش نظر مسلمان، زمینوں کو آباد کرتے تھے، اور جب کبھی ان کو موقع ملتا تو بنجر اراضی کو ضرور آباد کرتے، مسلمانوں نے جب عجمیوں سے جنگ کی تو ان ہنگامی حالات میں مدّ ہو اشگاف بڑھ گئے اور ان کے بند کرنے کی طرف کسی نے توجہ نہ کی اس وجہ سے بطیحہ بڑھ گئی اس کے بعد

"بنو امیہ نے اس میں سے کچھ زمینیں نکالیں اور ان کو قابلِ زراعت بنایا" (فتوح البلدان ا ص ۵۰۴)

المہدی نے نہر الصلہ کو کھودنے کا حکم دیا اس کے نتیجہ میں جو فائدے عوام کو پہنچے ان میں ایک یہ فائدہ بھی ہوا کہ

"آس پاس کی زمینیں قابل کاشت ہو گئیں" (ایضاً ص ۵۰)

وزنان کے متعلق یہ اطلاع دیتے ہوئے کہ اس کو مروان بن محمد بن مروان بن حکم نے بنوایا اسی کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ

"اس کی زمین لائق کاشت بنائی" (ایضاً ۲ ص ۳)

(باقی آئندہ)